ماهنامہ کتاب نما — نئی دہلی

مینجنگ ایڈیٹر:- غلام ربانی تاباں

اعتراف

جی ہاں! ہم اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ہمیں اس اعتراف میں پشیمانی کی جگہ شادمانی اور شکست کی جگہ فتح نظر آتی ہے۔

ہمارے پچھلے اعلان کا ردِ عمل کچھ اس شدت سے ہوا کہ کتاب نما کو بند کر دینے کا ہمارا ارادہ متزلزل ہونے لگا۔ جو خطوط موصول ہوئے انھوں نے ہمیں اپنے فیصلے پر نظرِ ثانی کرنے کے لیے مجبور کر دیا ہے۔

اس وقت تک جتنے خطوط آئے ہیں اُن کی تقسیم یوں کی جا سکتی ہے: احتجاج، تاسف، اصرار اور اعانت — پہلا گروہ ناراض ہے کہ ہم نے "ایسے مفید اور کار آمد" پرچے کو بند کر کے سخت غلطی کی — گویا ہمیں اس کا حق نہیں تھا!

دوسرے گروہ کو صرف "افسوس" ہوا کہ "ایسے معلوماتی" پرچے سے محروم ہو گیا۔

تیسرے گروہ کو اصرار ہے کہ ہمیں یہ "ادبی خدمت" بہر حال جاری رکھنی چاہیے تھی۔

یہ تینوں گروہ کسی نہ کسی حد تک ہمارے شکریے کے مستحق ضرور ہیں ؎

گو بے رخی سے دیکھتے ہیں دیکھتے تو ہیں — ہم خوش ہیں یوں کہ ہیں تو کسی کی نگاہ میں

ان تمام حضرات سے ہمیں کچھ ہمدردی ہے لیکن اس وقت ان سے کچھ کہنا نہیں ہے۔

چوتھا گروہ اُن مخلص حضرات پر مشتمل ہے جنھیں 'کتاب نما' کے بند ہونے کا سچ مچ ملال

ہے اور جو نہ صرف اس کی زندگی کے حقیقی معنی میں خواہش مند ہیں بلکہ اس کو پھولتا پھلتا اور پروان چڑھتا بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔

جمشید پور سے ایک صاحب نے ایک سو خریدار مہیا کرنے کی پیش کش کی ہے۔ گلبرگہ کے ایک اور ہمدرد جو ایک سو کاپیاں منگایا کرتے تھے یہ عزم رکھتے ہیں کہ اس کی اشاعت اپنے علاقے میں ایک ہزار تک پہنچا دیں گے اور سچ پوچھیے تو ایسے ہی حضرات کے خطوط نے ہمیں اپنے فیصلے پر نظر ثانی کے لیے مجبور کر دیا۔ ان کے خطوں میں کئی ہمدردانہ مشورے بھی ہیں۔

زیادہ تعداد ایسے احباب کی ہے جنھوں نے یہ رائے دی ہے کہ کتاب نما کے چندے میں اضافہ کر دیا جائے۔ ہمیں یہی مشورہ زیادہ صائب اور قابلِ عمل معلوم ہوا۔ چنانچہ ہم نے طے کیا ہے کہ اس کا سالانہ چندہ بجائے ایک روپیہ کے دو روپے کر دیا جائے۔ یہ محض ہماری تجویز ہے۔ لیکن ہم بہتر اس کو سمجھتے ہیں کہ اس ضمیمے کے ذریعے زیادہ سے زیادہ اصحاب کی رائے معلوم کریں۔ اگر قارئین کو اس تجویز سے اتفاق ہوا تو فروری کے "کتاب نما" کے باقاعدہ اجرا میں ہمیں کوئی تکلف نہ ہوگا۔

جن حضرات نے اضافے کی تجویزیں بھیجی ہیں ان سے تو یہ توقع ہے کہ وہ بخوشی اسے قبول کر لیں گے۔ اس لیے کہ ان حضرات میں ایسے بھی ہیں جنھوں نے از خود دو روپے چندہ بھیج دیا ہے اور ایک صاحب دل اور ادب نواز ایسے بھی ہیں جو اپنی نوے روپے کی قلیل آمدنی کے باوجود پانچ روپے سالانہ تک کتاب نما کی نذر کرنے کو تیار ہیں۔

ہاں، اپنے طور پر ہمیں اتنا ضرور کرنا ہوگا کہ اعزازی طور پر پرچہ بھیجنے کی روایت کو کم از کم اتنی مدت تک کے لیے ملتوی کر دیں جب تک رسالہ خود اپنے بار کو برداشت کرنے کے قابل نہ ہو جائے۔

ناشرین اور مصنفین سے ہم ایک بار پھر یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے اشاعتی پروگرام سے ہمیں ضرور باخبر رکھیں۔ اس میں بخل سے کام لینے میں ہمارا نہیں صرف ان ہی کا نقصان ہے۔ اس قسم کی خبروں کی اشاعت کا کوئی معاوضہ ہم نہیں طلب کرتے۔

اب دیکھنا ہے کہ ہماری ان گزارشات کا ردِ عمل کیا ہوتا ہے۔ اسی کی روشنی میں ہم کوئی آخری فیصلہ کر سکیں گے۔ ہمیں یقین ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں قارئین کرام

نئی شرح سے چندہ بھیج کر اپنے ارادے کا اظہار کریں گے۔

جو اصحاب پچھلی شرح سے چندہ بھیج چکے ہیں اُن سے مزید کوئی مطالبہ کرنا مناسب نہیں معلوم ہوتا لیکن ان سے یہ توقع بے جا نہیں کہ وہ نہ صرف آیندہ اپنی خریداری جاری رکھیں گے بلکہ نئے خریدار بنانے کی بھی ہر ممکن سعی فرمائیں گے تاکہ کتاب نما کو اپنے پیروں پر کھڑے ہونے میں مدد ملے اور ہم اس کے ذریعے زبان و ادب کی خدمت کرتے رہیں۔

جس قدر خطوط اس سلسلے میں آئے ہیں ان سب کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا اور جواب دینا ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ ایسے تمام حضرات سے ہماری درخواست ہے کہ ان سطور کو ہی اپنے مکتوبات کی رسید اور جواب تصور فرما کر مزید شکر گزاری کا موقع دیں۔

افسوس ہے کہ سنہ ۶۷ء چلتے چلتے بھی کئی چرکے لگا گیا۔ ۱۳؍ دسمبر کو جامعہ کے ایک پرانے طالب علم جناب محمد یوسف صاحب کا اچانک انتقال ہو گیا۔ یوسف صاحب نے جامعہ میں تعلیم پائی تھی۔ بی۔ اے کرنے کے بعد وہ مکتبہ جامعہ آ گئے تھے جہاں کئی سال تک بڑی محنت اور لگن کے ساتھ کام کرتے رہے۔ مکتبہ سے علیحدگی کے بعد انھوں نے مکتبہ شاہراہ کے نام سے ایک رسالہ بھی جاری کیا۔ اس رسالے کا شمار معیاری رسائل میں ہونے لگا تھا۔ کئی علمی اور ادبی کتابیں بھی شائع کیں جو کافی مقبول ہوئیں۔ ان کی موت سے اردو بازار دہلی سونا اور اُردو ادب کی دنیا ایک اچھے، پڑھے لکھے اور سمجھ دار پبلشر سے محروم ہو گئی۔

ہمیں اس صدمۂ عظیم میں بیگم یوسف، ان کے صاحبزادے صاحبزادیوں اور عزیزوں سے دلی ہمدردی ہے۔

ابھی یہ غم تازہ ہی تھا کہ ۱۶؍ دسمبر کو اُردو ہندی کے مشہور افسانہ نگار اور ادیب پنڈت سدرشن کے انتقال کی خبر سننی پڑی۔ آپ کی وفات سے افسانوی ادب میں بہت بڑا خلا پیدا ہو گیا ہے جس کا پُر ہونا ممکن نہیں معلوم ہوتا۔

پنڈت سدرشن کا اصلی نام پنڈت بدری ناتھ تھا۔ آپ سنہ ۱۹۶۶ء میں بمقام سیالکوٹ (پاکستان) میں ہوئے۔ سنہ ۱۹۲ء میں پہلا افسانہ لکھ کر دنیائے ادب میں قدم رکھا اور بہت جلد بامِ عروج پر پہنچ گئے۔ یہ پہلا افسانہ اردو ہی میں لکھا گیا تھا۔ بہت دنوں

کے بعد آپ نے ہندی کو بھی اپنا لیا تھا۔ آج کل بمبئی میں مقیم تھے اور وہیں سے سفرِ آخرت اختیار کیا۔

اس سانحہ میں ہم کو ان کے فرزند سری کُل بھوشن اور دوسرے اعزا اور اقربا سے ہمدردی ہے۔

ایجنٹ حضرات اب اس مفروضہ کے ساتھ اپنے آرڈر بھیجیں کہ آیندہ کتاب نما کے ایک پرچے کی قیمت میں پیسے ہوگی۔ اپنے مطالبہ سے ہمیں ۱۵ر جنوری تک مطلع فرما دیں تو تعمیل میں سہولت ہوگی۔

ادبی خبریں

ساہتیہ اکادمی کے انعام کا اعلان

۲۴ دسمبر کو ڈاکٹر رادھا کرشنن، سابق صدر جمہوریہ ہند کی صدارت میں ساہتیہ اکادمی کا اجلاس ہوا جس میں 'اکادمی ایوارڈ' کا اعلان کیا گیا۔ اس مرتبہ اردو ایوارڈ مس قرۃ العین حیدر کو ان کی افسانوی مجموعے "پت جھڑ کی آواز" کو ملا۔ یہ مجموعہ مکتبہ جامعہ نے شائع کیا ہے۔ یہ انعام ایک تمغہ طلائی اور پانچ ہزار روپیہ نقد کی صورت میں دیا جاتا ہے۔

دوسرا نیشنل بک فیر

اس سال نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا کے زیر اہتمام ہونے والا دوسرا پندرہ روزہ بک فیر ایل۔ آئی۔ سی گراؤنڈ کیناٹ پلیس، نئی دہلی میں منعقد کیا گیا ہے۔ بک فیر کا افتتاح عزت مآب جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب، صدر جمہوریہ ہند نے ۱۷ دسمبر ۱۹۶۷ء کو فرمایا۔

بک فیر کے خوب صورت اور وسیع مرکزی پنڈال میں ہندوستان کی سب ہی قومی زبانوں پر مشتمل کم و بیش دس ہزار منتخب کتابوں کی عام نمائش لگائی گئی ہے۔ یہ کتابیں صرف وہ ہیں جو ۱۹۶۴ء کے بعد ہندوستان ہی میں شائع ہوئی ہیں ان کی تعداد کچھ اس طرح ہے:۔

۱۔	اردو	۴۵۰	۶۔	پنجابی	۴۰۰
۲۔	اڑیا	۱۰۰	۷۔	تامل	۲۵۰
۳۔	آسامی	۱۰۰	۸۔	تلگو	۱۰۰
۴۔	انگریزی	۲،۰۰۰	۹۔	سندھی	۲۰۰
۵۔	بنگالی	۵۰۰	۱۰۔	سنسکرت	۱۰۰

۱۱-	کنڑی	۲۰۰	۱۴-	ملیالم	۲۰۰
۱۲-	گجراتی	۵۰۰	۱۵	ہندی	۲,۵۰۰
۱۳-	مراٹھی	۵۰۰			

نمائش کے اُردو سیکشن کی ۹۰ فی صدی کتابیں مکتبہ جامعہ نے فراہم کی ہیں۔

اس عام نمائش کے علاوہ ہندوستان کے تمام مشہور اور معروف ناشروں اور کتب فروشوں نے بک فیر میں اپنی اپنی دُکانیں اور شوروم ترتیب دیے ہیں۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے اشاعتی شعبوں اور چند بیرونی ممالک کے سفارت خانوں کی طرف سے اسٹال سجائے گئے ہیں۔

پورے بک فیر میں اُردو کتابوں کا صرف ایک ہی اسٹال ہے۔ یہ اسٹال مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کا ہے۔ افتتاح کے دن جب ذاکر صاحب قبلہ کو کسی نے بتایا کہ بک فیر میں مکتبہ جامعہ نے بھی شرکت کی ہے تو موصوف بطورِ خاص مکتبہ کے اسٹال پر تشریف لائے اور اراکین مکتبہ جامعہ کی ہمت افزائی فرمائی۔

بک فیر میں ایک آڈی ٹوریم بھی ہے یہاں دن کے وقت کتابوں کی تیاری، اُن کی طباعت و اشاعت اور اُن کی فروخت کے بارے میں مباحثے، سیمنار اور سمپوزیم منعقد ہوتے ہیں۔ رات کے وقت ہندوستان کی مختلف زبانوں کے رنگا رنگ کلچرل پروگرام پیش کیے جاتے ہیں۔ ۲۸ر دسمبر کو اردو پروگرام کے تحت جامعہ ڈرامیٹک سوسائٹی جامعہ ملیہ اسلامیہ کی طرف سے چلتا پرزہ' ڈراما پیش کیا جائے گا۔ ڈرامے کے فوراً بعد آل انڈیا ریڈیو کی طرف سے محفلِ مشاعرہ منعقد ہو گی۔

نیشنل بک ٹرسٹ کے ذمہ دارانِ خاص طور پر اس کے سکریٹری جناب کرتار سنگھ دُگل ــــ اُردو کے جانے پہچانے ادیب اور ڈرامہ نگار ــــ بک فیر کی کامیابی کے لیے تحسین اور مبارک باد کے مستحق ہیں۔

گرلز کالج میں اُردو ایم۔اے

لکشمی بائی گرلز کالج' بھوپال میں اس سال اُردو میں ایم۔اے کلاس شروع کردی گئی ہے۔ وکرم یونیورسٹی کا یہ تیسرا کالج ہے۔ جہاں دوسرے مضامین کے

ساتھ ساتھ اردو میں ایم۔اے کا انتظام کیا گیا ہے۔ مذکورہ کالج مدھیہ پردیش کا پہلا اردو واحد گرلز کالج ہے جس نے اُردو کو یہ مقام بخشا ہے، حمیدیہ کالج بھوپال اور مادھو کالج اُجین دوسرے دو کالج ہیں جن میں اُردو ایم۔اے کا بندوبست پہلے ہی سے چلا آرہا ہے۔

اصل خوشی کی بات یہ ہے کہ پہلے ہی سال ۱۴ طالبات نے اُردو ایم۔اے میں داخلہ لیا ہے یہ تعداد کالج کے دوسرے مضامین کے ایم۔اے کلاس کی طالبات کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔

پونا میں اُردو اکادمی کا قیام

اب تک پونا میں اُردو شاعروں اور ادیبوں کا کوئی ایسا ادارہ نہ تھا جو اُن کی تخلیقی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے میں مدد کرسکتا ہے۔ ہمیں یہ جان کر خوشی ہوئی کہ اب وہاں "اُردو اکادمی پونا" کا قیام عمل میں آگیا ہے۔

۱۲ نومبر کو اکادمی کا پہلا جلسہ منعقد ہوا جس میں اکادمی کے اغراض ومقاصد پر جناب متین سروش نے روشنی ڈالی اور حاضرین جلسہ کو اس اکادمی کی ضرورت سے آگاہ کیا۔ آخر میں عہدیداران اور کابینہ کے اراکین کا انتخاب اتفاق رائے سے عمل میں آیا۔

اکادمی کا صدر جناب جلال الدین صاحب وکیل کو، مشیرِ اعلیٰ جناب پروفیسر امانت کو اور معتمد جناب متین سروش صاحب کو منتخب کیا گیا ہے۔

ماہنامہ "سہیل" گیا کا خاص نمبر

ادبی حلقوں میں یہ خبر خوشی کے ساتھ سُنی جائے گی کہ ماہنامہ سہیل اپنا ایک خاص نمبر "بھاگل پور کا موجودہ ادبی ماحول" کے نام سے نکال رہا ہے۔ اس شمارے میں بھاگل پور شہر کی ادبی تاریخ کے ساتھ ساتھ دورِ حاضر کے شاعروں اور ادیبوں کے فن اور ان کی شخصیت پر مضامین ہوں گے۔

مزید تفصیلات کے لیے "اراکین مجلسِ اشاعت" بھاگل پور سے خط وکتابت کی جائے۔

Regd. No. D. 58 January 1968

Kitab Numa

Jamia Nagar, New Delhi. 25

عید کے مبارک موقع پر آپ کے لیے آپکے بچوں کے لیے
آپکے دوستوں کے لیے نئے سال کا بے نظیر

تحفہ

ماہنامہ پیامِ تعلیم

کا

شان دار سالنامہ شائع ہو گیا ہے۔ ۳۰ × ۲۰/۸ سائز کے ۱۸۴
صفحوں پر مشتمل انتہائی دیدہ زیب سرورق اور تصاویر کے ساتھ

قیمت صرف دو روپے

جو لوگ چھ روپے ساٹھ پیسے بھیج کر سالانہ خریداری قبول
کریں گے ان سے سالنامے کی علیحدہ قیمت نہیں لی جائے گی۔ انھیں
یہ سالنامہ رجسٹری کے ذریعے بھیجا جائے گا۔
آج ہی سالانہ چندہ بھیج کر خریداری قبول کیجیے۔

منیجر

پیامِ تعلیم نئی دہلی ۲۵

پرنٹر پبلیشر سید احمد ولی نے جمال پریس دہلی میں چھپوا کر مکتبہ جامعہ لمیٹڈ کے لیے جامعہ نگر نئی دہلی سے شائع کیا